حق حضانت۔ایک قانونی ومعاشرتی مسئلہ

Right to the Child's Custody: An Analysis from Legal and Social Angles

☆ ڈاکٹر حافظ محمد شکیل اوج

ABSTRACT

In a situation of conflict or divorce between wife and husband there generally arises the issue concerning the custody of child. Muslim scholars of Islamic law are not unanimous over who, father or mother, has the right to the custody of child. Some scholars are of the view that the mother has the right to the custody of the male child until he 7 year old, and that of the female one until her age of puberty provided that the mother does not get married to someone else. This article deals with the issue from the angle of child's welfare, and tries to come to the conclusion that if the child's welfare is taken care of by the father more than the mother, the father should be given the right to the child's custody, and vice versa.

حق حضانت کا مطلب ہے میاں بیوی کے مابین طلاق ومفارقت کی صورت میں بچوں کی پرورش کا حق ماں کو سونپا جائے یا باپ کو؟ یا ماں باپ کے تعلق سے قائم ہونے والے رشتہ داروں میں سے کسی اور کو۔ فقہ حنفی میں بالعموم یہ حق ماں کے لئے، بچہ کی سات سال عمر ہونے تک اور لڑکی کے بالغ ہونے کی عمر تک تسلیم کیا گیا ہے تاہم عمروں کے اس فرق اور تعین کے حوالہ سے ہمیں کوئی ظاہری نص نہیں ملتی۔ تاہم اقتضاء النص کے حوالہ سے یہ آیت ہماری اصولی رہنمائی ضرور کرتی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے۔

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ (البقرہ/۲۳۳)

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو سال تک دودھ پلائیں۔ یہ (حکم رضاعت) اس کے لیے ہے جو

☆ ڈین، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی، ڈائریکٹر سیرت چیئر، جامعہ کراچی

دودھ پلانے کی مدت پوری کرنا چاہے۔مدت رضاعت کے دوسال ہونے کی قرآنی دلیل یہ آیت بھی ہے۔

'حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْناً عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ " (لقمان/۱۴)

اس کی ماں نے اسے ضعف پر ضعف کی حالت میں اٹھایا اور دوسال میں اس کا دودھ چھڑایا۔بچہ اگر دو سال کے اندر ہو تو قرآنی حکم کے مطابق اس کی ماں پر لازم ہے کہ وہ اسے دودھ پلائے۔بالفرض اس مدت میں بچہ کی ماں کو طلاق ہو جائے تو بھی قرآن کی رُو سے رضاعت کے باعث، بچہ پر اس کی ماں کو ترجیح حاصل ہوگی۔ اور یہی اس کے حق حضانت کا اصولی طور پر اقتضاء النص سے ثابت ہونا ہے۔ایک اور آیت بھی اس ضمن میں ہماری رہنمائی کرتی ہے۔

"أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ وَإِن كُنَّ أُولَاتِ حَمْلٍ فَأَنفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ وَأْتَمِرُوا بَيْنَكُم بِمَعْرُوفٍ وَإِن تَعَاسَرْتُمْ فَسَتُرْضِعُ لَهُ أُخْرَى"(الطلاق/۶)

''(طلاق دینے کے بعد) ان عورتوں کو وہیں رکھو جہاں خود رہتے ہو اپنی وسعت کے مطابق اور انہیں تکلیف نہ پہنچاؤ کہ ان کو (معاشی طور پر) تنگ کرنا شروع کر دو اور اگر وہ حاملہ ہوں تو انہیں نفقہ دو ان کے وضع حمل تک پھر اگر وہ تمہارے لئے (بچے کو) دودھ پلائیں تو انہیں ان کا معاوضہ دو اور اچھائی کے ساتھ (بچے کی بہبود میں) ایک دوسرے کے مشوروں کو قبول کرو۔اور اگر تم باہم دشواری محسوس کرو تو (بہتر یہ ہے کہ) اب اس بچہ کو کوئی دوسری عورت دودھ پلائے''۔

آیتِ کریمہ کے مطابق مطلقہ عورت اپنے بچے کو اگر دودھ پلانا چاہے تو اس کا حق بہر حال، ہر دوسری عورت پر مقدم رہے گا۔اور وہ بھی اس امر کے ساتھ کہ اس کا سابقہ شوہر اس کو دودھ پلائی کی اجرت بھی دے گا۔ آیت کے مطابق اس امکان کو بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ میاں بیوی کے درمیان چپقلش اس قدر ہو کہ دونوں نے ایک دوسرے کی زندگی کو مشکل بنانے کا فیصلہ کر لیا ہو تو ایسی کشاکش سے بچہ کو بچانے کے لئے کسی دوسری عورت سے دودھ پلوایا جا سکتا ہے۔یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ کوئی عورت صرف دودھ پلانے کی وجہ سے اپنے سابقہ شوہر سے بے جا مطالبہ نہ کر سکے۔یا اس لئے دیا گیا ہے کہ مبادا عورت کسی اخلاقی عیب یا جسمانی مرض میں مبتلا

ہواور بچے کا باپ نہ چاہتا ہو کہ اس کی سابقہ بیوی بچے کو دودھ پلائے، کیونکہ ماں کا دودھ بچے کی جسمانی، روحانی، نفسیاتی اوراخلاقی تمام حالتوں پر اثر ڈالتا ہے۔

حق حضانت میں ماں کا باپ پر فائق ہونا انہی آیات سے معلوم ہوتا ہے۔ ہمارے فقہاء نے ماں کی حضانت کے حق میں متعدد احادیث سے بھی استدلال کیا ہے۔ مثلاً حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کی گئی ہے۔

إن امراة قالت یا رسول اللّٰہ أن ابني هذا کان بطنی له و عاء "وثدی له سقاء و حجري له حواء" وان أباه طلقني وأراد أن ینزعه منّی فقال لها رسول اللّٰہ ﷺ: أنت أحق به مالم تنکحي۔(۱)

ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے۔ (ایک وقت تھا کہ) میرا شکم، اس کی اقامت گاہ تھا، میرا پستان اس کا مشکیزہ اور میری گود اس کے لئے گہوارہ تھی۔ لیکن اب اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور بچہ کو مجھ سے چھین لینا چاہتا ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو اپنے بچے کی زیادہ مستحق ہے، جب تک کہ تو (دوسرا) نکاح نہ کرلے۔

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی اہلیہ جمیلہ بنت ثابت کو طلاق دی اور اپنے لڑکے عاصم کو اس سے لینا چاہا، جمیلہ نے انکار کیا اور معاملہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا (اے عمر) اس عورت کی گود تم سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔(۲)

مذکورہ بالا حدیث کے ضمن میں ایک اور روایت بایں الفاظ ملتی ہے۔

فقضی به أبو بکر رضي اللّٰہ تعالیٰ عنه لأمه ثم قال: سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: لا توله والدة عن ولدها۔(۳)

پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس لڑکے کی ماں کے حق میں فیصلہ کیا۔ پھر فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ والدہ کو اس کے بیٹے سے جدا نہ کرو۔

اس فیصلہ کی علت میں امام مرغینانی (صاحب ہدایہ) نے لکھا ہے۔

ولأن الأم أشفق وأقدر على الحضانة فكان الدفع اليها أنظر واليه أشار الصديق رضى الله تعالىٰ عنه بقوله ريقها خير من شهد و عسل عندك يا عمر رضى الله تعالىٰ عنه![۴]

اور اس لئے کہ ماں بچے کے حق میں انتہا سے زیادہ شفیق ہوتی ہے۔اور پرورش پر مرد کی نسبت زیادہ قدرت رکھتی ہے۔اسی امر کی طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے کہ اے عمر! ماں کا لعابِ دہن، بچے کے حق میں تمہارے شہدِ مصفّٰی سے زیادہ میٹھا ہوگا۔

جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فیصلہ میں یہ ریمارکس دیئے۔اس وقت صحابہ کرام کثیر تعداد میں موجود تھے اور کسی نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔اس لیے حق حضانت کے باب میں (حالت عمومی کے تحت) ماں کو ترجیح دی جائیگی۔

کتاب الہدایہ کے مطابق فقہ حنفی میں بچہ کے حق حضانت کا تعین، جس امر سے کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔

والام والجدة احق بالغلام حتىٰ يأكل وحده ويشرب وحده ويلبس وحده ويستنجى وحده۔۔۔ ووجهه أنه اذا استغنىٰ يحتاج الى التادّب و التخلّق باداب الرجال وأخلاقهم والاب أقدر على التاديب والتشقيف۔[۵]

بچہ کی حضانت میں ماں اور نانی کا حق (دوسروں پر) مقدم ہے۔یہاں تک کہ (وہ بچہ) اکیلا کھائے، اکیلا پیئے، اکیلا پہنے اور اکیلا استنجا کرے۔اور اس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ (ان امور میں اپنی ماں اور نانی سے) مستغنی ہوگیا تو اب اسے مردوں کے آداب اور اخلاق سیکھنے کی حاجت ہے۔اور باپ کو (ماں کے مقابلہ میں) ادب سکھانے اور ہوشیار بنانے پر زیادہ قدرت حاصل ہوتی ہے۔

اس امر کا تعین کسی بھی عمر سے کیا جا سکتا ہے کہ بچہ کو اب ماں کی ضرورت کم اور باپ کی زیادہ ہے۔

تاہم والخصاف رحمته الله تعالىٰ عليه قدر الاستغنا بسبع سنين اعتبار اللغالب۔[۶] یعنی حضرت ابوبکر خصاف نے بچہ کے مستغنی ہونے کا اندازہ سات برس سے کیا ہے ان کے نزدیک غالب اعتبار یہی ہے۔

اور لڑکی کے حق حضانت کا تعین، جس امر سے کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔

والام والجدة أحق بالجارية حتیٰ تحیض لأن بعد الاستغناء تحتاج الیٰ معرفة اداب النساء والمرأة علیٰ ذلك أقدر و بعد البلوغ تحتاج الی التحصین والحفظ والأب فیه أقویٰ وأهدیٰ۔(۷)

بچی کی پرورش میں ماں اور نانی کا حق (دوسروں پر) مقدم رکھا گیا ہے یہاں تک کہ لڑکی حائضہ ہو جائے۔ کیونکہ اس کو عورتوں کے آداب سیکھنے کی (حائضہ ہونے تک) ماں اور نانی کی حاجت ہے۔ اور عورت اس کام پر زیادہ قدرت رکھتی ہے۔ تاہم بالغ ہونے کے بعد وہ عفت وعصمت کے تحفظ کی زیادہ محتاج ہے اور اس پر باپ کو زیادہ قوت اور رہنمائی (کی قدرت) حاصل ہے۔

ظاہر ہے کہ لڑکی کے باب میں اس کے جسمانی بلوغ کا تعین کسی بھی مخصوص عمر سے نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا تعین ہر ایک لڑکی کے لئے الگ ہوگا۔ اس لیے کہ سب کے بلوغ کی عمریں یکساں نہیں ہوتیں۔

حق حضانت میں مستحقین پرورش کی تفصیل المختصر القدوری کے مطابق یہ ہے۔(۸) ماں بچہ کی زیادہ حقدار ہوتی ہے۔ اگر ماں نہ ہو تو نانی پھر دادی، پھر بہن (حقیقی) پھر ماں شریک بہن، پھر باپ شریک بہن، پھر خالہ، پھر پھوپی۔ (خالہ اور پھوپی میں وہی ترتیب ہے جو بہن کے سلسلے میں ہے) ان عورتوں میں سے اگر کسی نے شادی کر لی تو اس کا حق حضانت ساقط ہو جائے گا۔ تاہم اس میں یہ استثنیٰ رکھا گیا ہے کہ اگر ماں نے اپنے دیور یا جیٹھ سے شادی کر لی ہے تو اس کا حق حضانت ساقط نہیں ہوتا۔ اگر کسی اجنبی مرد سے کر لی ہے تو حق حضانت ساقط ہو جاتا ہے۔ البتہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(۹) کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے۔ وہ ماں کے کسی اجنبی مرد سے نکاح کر لینے کے باوجود اس کا حق حضانت تسلیم کرتے ہیں۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قول کی تائید ہمیں پاکستان کے ایک مقدمہ میں ملتی ہے۔ جس کا فیصلہ جسٹس محمد شفیع نے لکھا تھا کہ ''اگر نابالغ بچے کی ماں ایک ایسے شخص سے شادی کر لے جو نابالغ کا محرم نہ ہو تو اس کا ایسا کرنا اس بچے کے لئے ماں کے حق حضانت کے لئے رکاوٹ نہ ہوگا۔ سب سے بڑھکر خیال (نظریہ) بچے کی بہبود ہے۔''(۱۰)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بقول اگر حائضہ عورت اپنے کھانے پینے میں دوسرے شوہر سے الگ ہے اور نہ بچہ ماں کے ساتھ ہے تو اس کو حق حضانت حاصل رہے گا۔ کیونکہ اس مرد کو اس عورت یا

بچہ پر کوئی دخل حاصل نہیں ہے۔(۱۱) اسی طرح اگر نانی نے بچہ کے دادا سے شادی کر لی ہے تو بھی اس کا حق پرورش قائم رہتا ہے۔(۱۲) تذکرۃ الصدر خواتین کے بعد پرورش کا حق عصبات کو بایں ترتیب حاصل ہوتا ہے۔

سب سے پہلے باپ پھر دادا پھر پردادا، پھر حقیقی بھائی، پھر باپ شریک بھائی، پھر حقیقی بھائی کی اولاد، پھر باپ شریک بھائی کی اولاد، پھر حقیقی چچا، پھر چچا کے بیٹے۔(۱۳)

مسئلہ حضانت میں ہمارے فقہا نے حضانت کا مدار بچے کی بہبود پر رکھا ہے۔ یہ وہ اصول ہے جو میرے نزدیک قرآن سے ماخوذ ومستفاد ہے۔ارشاد ہوتا ہے۔

لَا تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ (البقرہ/۲۳۳)

نہ کسی ماں کو اس کے بچہ کے سبب ضرر پہنچایا جائے اور نہ باپ کو اس کے بچہ کے سبب ضرر پہنچایا جائے۔

اس آیت میں چونکہ مرد وعورت دونوں کو یکساں کہا گیا ہے کہ بچہ کو ایک دوسرے کے لئے ضرر کا ذریعہ نہ بنائیں اس سے خود بچہ کے ہر دو جانب سے محفوظ الضرر ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ چونکہ بچہ ہی کے تعلق سے ماں باپ کو باہمی ضرر سے روکا گیا ہے۔اس لیے اس فقرہ سے بچہ کی بہبود کا نظریہ اخذ ہوتا ہے۔از روئے قواعد عربیہ اس فقرہ کا ترجمہ یوں بھی بنتا ہے:

نہ نقصان پہنچائے ماں اپنے بچے کو اور نہ باپ نقصان پہنچائے اپنے بچے کو۔

دراصل حق حضانت میں بچہ کی بہبود کا تصور ہی ایک فیصلہ کن حیثیت کا حامل ہے جسے نظر انداز کر کے، انصاف کے حقیقی تقاضوں کو پورا نہیں کیا جا سکتا۔قرآنِ مجید سے اخذ کردہ اس نظریہ کی تائید ہمیں متعدد احادیث سے بھی ملتی ہے۔ مثلاً ایک حدیث میں ماں کے مقابلہ پر باپ کو حق حضانت دیا گیا ہے۔ظاہر ہے کہ یہ فیصلہ حالات وواقعات کے پیشِ نظر کیا گیا حدیث میں آتا ہے۔

حدثنا عبد الحميد بن جعفر اخبرنى ابى عن جدى رافع بن سنان انه اسلم وابت امرأته ان تسلم فاتت النبى ﷺ فقالت ابنتى وهى فطيم او شبهه وقال رافع ابنتى فقال له النبى ﷺ اقعدنا ناحية وقال لها اقعدى ناحية واقعد الصبية بينهما ثم قال ادعوها فمالت الصبية الىٰ امّها فقال النبى ﷺ اللهم اهدها فمالت الىٰ ابيها فاخذها۔(۱۴)

حمید بن جعفر نے اپنے والد ماجد سے روایت کی ہے کہ ان کے جد امجد حضرت رافع بن سنان رضی اللہ

تعالیٰ عنہ مسلمان ہوگئے اوران کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کردیا۔وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں عرض گذار ہوئیں کہ میری بیٹی ہے، جس کا دودھ چھڑایا جاچکا ہے یا چھڑایا جانے والا ہے۔حضرت رافع نے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا کہ اس گوشے میں بیٹھ جاؤ اور عورت سے کہا کہ تم اس گوشے میں بیٹھواور بچی کو دونوں کے درمیان میں بٹھا دیا۔ پھر فرمایا کہ دونوں اسے بلاؤ، پس لڑکی اپنی والدہ کی طرف جانے لگی تو حضور ﷺ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ اس بچی کو ہدایت فرما۔ (پس دعا کے اثر سے) بچی اپنے والد کی طرف مائل ہوگئی۔اور والد نے اسے لے لیا۔

اس فیصلے میں بچی کے لئے باپ کا حق، ماں کے مقابلے میں، اسلام کی وجہ سے تسلیم کیا گیا ہے کیونکہ اس وقت کے حالات میں بچی کی بہبود اسی میں مضمر تھی۔

اسی طرح ایک حدیث میں بچہ کو خود اختیار دیا گیا ہے کہ وہ چاہے تو ماں کو اختیار کرلے اور چاہے تو باپ کو، بلکہ اس اختیار کو اولیٰ اور اقرب الی الصّواب بھی سمجھا گیا ہے۔حدیث میں آتا ہے۔

عن هلال ابن اسامه عن ابی میمونه قال بینا انا عند ابی هریرة فقال انّ امرأة جاء ت رسول اللّٰه ﷺ فقالت فداك ابی و أُمّی انّ زوجی یرید ان یذهب بابنی و قد نفعنی و سقانی من بئر ابی عیینه فجاء زوجها وقال من یخاصمنی فی ابنی فقال یا غلام هذا ابوك و هذا امك فخذ بید ایهما شئت فاخذ بید أُمّه فانطلقت به۔(۱۵)

سیدنا حضرت ہلال بن اسامہ حضرت ابو میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن کہا ہم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت ابو ہریرہ نے بیان کیا کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔میرا شوہر مجھ سے میرا بچہ چھیننا چاہتا ہے جبکہ اس بچہ سے مجھے نفع پہنچتا ہے۔اور وہ مجھے ابی عیینہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے۔اسی اثناء میں اس عورت کا شوہر آگیا اور کہنے لگا کہ میرے بیٹے کے متعلق کون جھگڑا کرتا ہے۔اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے۔ پس جس کا ہاتھ چاہے تھام لے۔لڑکے نے ماں کا ہاتھ تھام لیا۔اور وہ عورت اس لڑکے کو لے کر چلی گئی۔

واضح رہے کہ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک لڑکے اور لڑکی کی پرورش کا حق دونوں کی سات سال عمر ہونے تک ماں کو حاصل ہے سات سال بعد بچہ اور بچی کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ ماں اور باپ میں

سے جسے پسند کرے اس کے سپرد کر دیا جائے۔(۱۶)

اگر اس حدیث کو ان ہر دو مذاہب کا مستدل مانا جائے تو ان پر اہل فہم کا نقد یہ ہے کہ حدیث میں لڑکے کو اختیار دینے کا تذکرہ ملتا ہے۔ نہ کہ لڑکی کو۔ اس لیئے لڑکی کے سلسلے میں حنفی مذہب صواب سے قریب تر معلوم ہوتا ہے۔ اور نابالغ لڑکی کی مصلحت بھی اسی کی متقاضی ہے۔ اس لیے بالعموم اس بنیاد پر فیصلہ کئے جانے چاہیئں، سوائے بعض استثنائی صورتوں کے۔

حق حضانت کے باب میں یہ قانون خداوندی پیش نظر رہے کہ بچہ، گو ماں یا کسی بھی عورت کے پاس ہو، مالی کفالت کی ذمہ داری بہرحال اس کے باپ پر عائد ہوتی ہے۔ یعنی بچہ، ماں کی بالفعل حضانت کے باوجود باپ کی تعبیری حضانت میں ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے۔

وعلیٰ المولود له رزقهن و کسوتهن بالمعروف۔ (البقرہ/۲۳۳)

اور بچہ کے باپ پر حسب دستور، عورتوں کا کھانا اور پہننا (لازم) ہے۔

اس آیت میں بچہ کے تعلق سے ان کی ماں کے نان ونفقہ، کپڑے لتے، علاج معالجے، بستر توشک، غرض ہر ایک ضرورت کی ذمہ داری باپ پر ڈالی گئی ہے۔ جب بچہ کے تعلق سے اس کی ماں کا اتنا خیال رکھا گیا ہے تو اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اسلام کو خود بچوں کی بہبود کا کتنا لحاظ اور خیال ہوگا۔ اسی طرح طلاق دینے کے بعد شوہروں کو ان کی حاملہ بیویوں کے نان ونفقہ اور سکنیٰ نیز دیگر ضروری اخراجات کا پابند کیا گیا ہے۔ تاوقتیکہ وہ بچہ نہ جن لیں۔ بایں حوالہ انہیں ہر قسم کے ضرر سے بچانے کا حکم دیا گیا ہے۔ ضرر تو ضرر انہیں تو دودھ پلانے کی اجرت تک ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (الطلاق/۱) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچے کی عملی پرورش اور دیکھ بھال کی ذمہ دار ماں ہوتی ہے مگر مالی کفالت کا ذمہ دار ہر حال میں باپ ہوتا ہے۔

فی زمانہ دیکھا گیا ہے کہ طلاق وتفریق کے بعد اگر ماں کو حق حضانت مل جائے تو باپ انتقاماً اپنی کفالتی ذمہ داری اور تعبیری حضانت سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور ماں (اکثر اوقات) کسمپرسی کے عالم میں اپنی گزر اوقات کر کے زندگی کے دن پورے کر رہی ہوتی ہیں۔ مرد کی اس غفلت پر ایسی قانون سازی کی ضرورت ہے جس کے نتیجے میں ماں اپنے حق حضانت کو خوش اسلوبی سے انجام دے سکے۔ اور مرد کے ظلم سے خود کو اور اپنے بچے کو بچا سکے۔

خلاصۂ بحث:

ہمارے نزدیک بچہ کی بہبود کا مطلب یہ ہے کہ حق حضانت کا فیصلہ ہر حال میں بچہ کے مفاد اور مستقبل کے پیشِ نظر کیا جائے۔ وہ مفاد خواہ ماں کو دے کر پورا ہوتا ہو، خواہ باپ کو دیکر، خواہ خود بچہ کو اختیار دیکر، اس لئے کہ احادیث میں ہمیں تینوں طرح کے فیصلے ملتے ہیں۔ مگر یہ امر ملحوظ رہے کہ اس حق کا فیصلہ بچہ کی عمر تمیز کے بعد کیا جائے گا۔ جو بالعموم سات سال مانی گئی ہے۔ اور بچی کا اس کے بلوغ کے بعد۔

ماخذ ومراجع:

۱۔ سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب نمبر ۱۶۳، من احق بالولد، رقم الحدیث ۵۰۶۔

۲۔ ابنِ ابی شیبہ، عبدالرزاق، موطا، بیہقی، بحوالہ الصبح النوری اردو شرح مختصر القدوری، جلد دوم، ص ۱۸۱، مولانا محمد حنیف گنگوہی، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان۔

۳۔ السنن الکبریٰ، امام بیہقی، جلد ۸، صفحہ ۵، مطبوعہ دکن، بحوالہ مجموعہ قوانین اسلام جلد سوم، ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن، ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد۔

۴۔ الہدایہ مع الدرایہ، جلد ۲، کتاب الطلاق، باب حضانۃ الولد ومن احق بہ، صفحہ ۴۳۴، الناشر: قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی۔ سنہ اشاعت درج نہیں۔

۵۔ ایضاً، صفحہ ۴۳۵۔

۶۔ ایضاً، صفحہ ۴۳۵۔

۷۔ ایضاً، صفحہ ۴۳۵۔

۸۔ مختصر القدوری، کتاب النفقات، صفحہ ۱۹۱، ناشر مکتبہٗ خیر کثیر، آرام باغ کراچی، سنہ اشاعت درج نہیں۔

۹۔ المغنی، ابن قدامہ حنبلی، جلد ۸، ص ۱۹۴، دارالفکر، للطباعۃ والنشر والتوزیع، بیروت ۱۹۸۴ء۔

۱۰۔ پی ایل ڈی، ۱۹۶۰ء، لاہور، صفحہ ۱۱۴۲، اسی طرح کا ایک فیصلہ جسٹس وحیدالدین احمد نے بھی لکھا ہے۔ پی ایل ڈی، ۱۹۶۵ء کراچی، صفحہ ۶۵، (بحوالہ: مجموعہ قوانین اسلام، جلد سوم)

۱۱۔ ردالمحتار، علامہ ابن عابدین شامی، جلد ۲، صفحہ ۱۹۴، مطبع طوغی روڈ، عیدگاہ، کوئٹہ۔

۱۲۔ مختصر القدوری، کتاب النفقات، صفحہ ۱۹۱۔

۱۳۔ الصبح النوری، اردو شرح مختصر القدوری، مولانا محمد حنیف گنگوہی، جلد دوم، ص ۱۸۳، کتب خانہ مجیدیہ، ملتان، سنہ اشاعت درج نہیں۔

۱۴۔ سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب ۱۵۴، اذا اسلم احد الابوین لمن یکون الولد، حدیث نمبر ۴۔

۱۵۔ سنن نسائی، جلد دوم، باب اسلام احد الزوجین و تخییر الولد، رقم الحدیث ۳۵۲۔

۱۶۔ المغنی، ابن قدامہ حنبلی، جلد ۸، ص ۱۹۳۔۱۹۱، دار الفکر بیروت۔